U16217.

23-12-09

Title - MUNTAKHBAAT MEER (Part-3).

Creator - Meer Taqi Meer.

Publisher - Anwaar Mohammadi (Lucknow).

Date - N.A.

Pages - 34

Subject - Urdu Shayari - Intikhab - Meer Taqi Meer.

طبقۂ سوم

منتخبات میر

مطبوعہ انوار محمدی

بسم اللہ الرحمن الرحیم

ہنگامہ گرم کن جو دل ناصبور تھا
پیدا ہر ایک نالہ سے شور نشور تھا

پہنچا جو آپ کو تو مین پہنچا خدا کے تئین
معلوم اب ہوا کہ بہت مین بہی دور تھا

مجلس مین رات ایک ترے پرتوی بغیر
کیا شمع کیا پتنگ ہر اک بیحضور تھا

ہم خاک مین ملے تو ملے لیکن اے سپہر
اوس شوخ کو بہی راہ پہ لانا ضرور تھا

ق

کل پانو ایک کاسہ سر پر جو آگیا
یکسر وہ استخوان شکستہ سی چور تھا

کہنے لگا کہ دیکہہ کے چل راہ بیخبر
مین بہی کبہو کسو کا سر پر غرور تھا

آیا تو سہی وہ کوئی دم کے لئے لیکن
ہونٹو نپہ مری جب نفس بازپسین تھا

اب کوفت سے ہجران کی جہان تن پہ رکہا ہاتھ
جو درد و الم تھا سو کہے تو کہ وہین تھا

مسجد مین امام آج ہوا آکے کہان سے
کل تک تو یہی میر خرابات نشین تھا

لطف اگر یہ ہے بتان صندل پیشانی کا / حسن کیا صبح کے پھر چہرۂ نورانی کا
جان گھبراتی ہے اندوہ سے تن مین کیا کیا / تنگ احوال ہے اس یوسف زندانی کا

بت پرستی کو تو اسلام نہین کہتے ہین
معتقد کون ہے میر ایسی مسلمانی کا

اس عہد مین الٰہی محبت کو کیا ہوا / چھوڑا وفا کو اون نے مروت کو کیا ہوا
امیدوار وعدۂ دیدار مر چلے / آتے ہی آتے یارو قیامت کو کیا ہوا
بخشش نے مجکو ابر کرم کی کیا خجل / اے چشم جوش اشک ندامت کو کیا ہوا
جاتا ہے یار تیغ بکف غیر کی طرف / اے کشتۂ ستم تری غیرت کو کیا ہوا

تھی صعب عاشقی کی بدایت ہی میر پر
کیا جانیے کہ حال نہایت کو کیا ہوا

الٹی ہو گئین سب تدبیرین کچھ نہ دوا نے کام کیا / دیکھا اس بیماری دل نے آخر کام تمام کیا
عہد جوانی رو رو کاٹا پیری مین لین آنکھین موند / یعنی رات بہت تھے جاگے صبح ہوئی آرام کیا

ناحق ہم مجبورون پر یہ تہمت ہے مختارون کی
چاہتے ہین سو آپ کرے ہین ہمکو عبث بدنام کیا

چمن مین گل نے جو کل دعوی جمال کیا / جمال یار نے منہ اوسکا خوب لال کیا
رہی تھی دم کی کشاکش گلے مین کچھ باقی / سو تیری تیغ نے جھگڑا ہی انفصال کیا
بہار رفتہ پھر آئے ترے تماشے کو / چمن کو یمن قدم نے ترے نہال کیا
جواب نامہ سیاہی کا اپنی ہے وہ زلف / کسو نے حشر کو ہم سے اگر سوال کیا

لگا نہ دل کو کہین کیا سنا نہین تونے
جو کچھ کہ میر کا اس عاشقی نے حال کیا

دیکھیگا جو تجھ رو کو سو حیران رہیگا — وابستہ ترے مو کا پریشان رہیگا

دل دینے کی ایسی حرکت اون نے نہین کی
جبتک جیے گا میر پشیمان رہیگا

جس سر کو غرور آج ہی یہان تاجوریکا — کل اوسپہ یہین شور ہے پھر نوحہ گریکا
آفاق کی منزل سے گیا کون سلامت — اسباب لٹا راہ مین یہان ہر سفریکا

ٹک میر جگر سوختہ کی جلد خبر لے
کیا یار بھروسا ہے چراغ سحری کا

منہہ تکا ہی کرے ہے جس تس کا — حیرتی ہے یہہ آئینہ کس کا

شام سے کچھہ بجھا سا رہتا ہے
دل ہوا ہے چراغ مفلس کا

آباد جسمین تجھکو دیکھا تھا ایک مدت — اوس دل کی مملکت کو اب ہم خراب دیکھا

لیتے ہی نام اوسکا سوتے سے چونک اوٹھے ہو
ہے خیر میر صاحب کچھہ تمنے خواب دیکھا

فرہاد ہاتھہ تیشے پہ ٹک رہ کے ڈالتا — پتھر تلے کا ہاتھہ ہی اپنا نکالتا

یہہ سر بتہی سے گو ہی ہے میدان عشق کا
پھرتا تھا جن دلون مین تو گیند سے اوچھالتا

مر رہتے جو گل بن تو سارا یہہ خلل جاتا — نکلا ہی نہ جی ورنہ کانٹا سا نکل جاتا
بن پوچھے کرم سے وہ جو بخش نہ دیتا تو — پرسش مین ہماری ہی دن حشر کا ڈھل جاتا

مارا گیا تب گزرا بوسے سے ترے لب کے
کیا میر بھی لڑکا تھا باتون مین بہل جاتا

یار رووے یار رولایا اپنی تو یون ہی گزری
کیا ذکر ہم صفیران یاران شادمان کا

پوچھو تو میر سے کیا کوئی نظر پڑا ہے
چہرہ اوتر رہا ہے کچھ آج اوس جوان کا

ہمارے آگے ترا جب کسو نے نام لیا
دل ستم زدہ کو ہمنے تھام تھام لیا

مرے سلیقے سے میری نبھی محبت مین
تمام عمر مین ناکامیون سے کام لیا

شب درد و غم سے عرصہ مرے جی پہ تنگ تھا
آیا شب فراق تھی یا روز جنگ تھا

مت کر عجب جو میر ترے غم مین مر گیا
جینے کا اس مریض کے کوئی بھی ڈھنگ تھا

دل سے شوق رخ نکو نہ گیا
جھانکنا تاکنا کبھو نہ گیا

دلمین کتنے مسودے تھے ولی
ایک پیش اسکی روبرو نگیا

سب گئے ہوش و صبر و تاب و توان
لیکن اے داغ دل سے تو نگیا

مہر کی تجھسے توقع تھی ستمگر نکلا
موم سمجھے تھے ترے دلکو سو پتھر نکلا

ہمنے جانا تھا لکھیگا تو کوئی حرف اے میر
پر ترا نامہ تو اک شوق کا دفتر نکلا

گزرا بنائے چرخ سے نالہ پگاہ کا
خانہ خراب ہو جیو اس دل کی چاہ کا

آنکھون مین جی مرا ہے ادھر دیکھتا نہین
مرتا ہون مین تو ہاے رے صرفہ نگاہ کا

یک قطرہ خون ہو کے پلک سے ٹپک پڑا
قصہ یہ کچھ ہوا دل غفران پناہ کا

گو بیستون کو ٹال دے آگے سے کوہکن — سنگ گران عشق اوٹھایا نجائیگا

یاد اوسکی اتنی خوب نہیں میر باز آ
نادان پھر وہ جی سے بھلایا نجائیگا

ہم فقیروں سے بے ادائی کیا — آن بیٹھے جو تمنے پیار کیا

سخت کافر تھا جن نے پہلے میر
مذہب عشق اختیار کیا

سحر گہ عید میں دور سبو تھا — پر اپنے جام میں تجھ بن لہو تھا
غلط تھا آپ سے غافل گزرنا — نہ سمجھے ہم کہ اس قالب میں تو تھا
گل و آئینہ کیا خورشید و مہ کیا — جدھر دیکھا ادھر تیرا ہی رو تھا

مگر دیوانہ تھا گل بھی کسو کا
کہ پیراہن میں سو جاگہہ رفو تھا

ابتدائے عشق میں روتا ہے کیا — آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا
غیرت یوسف ہی یہہ وقت عزیز — میر اسکو رائگان کھوتا ہے کیا

ولہ

محبت کا جب روز بازار ہوگا — بکینگے سر اور کم خریدار ہوگا

نپٹ چھپ اپنی مجلس میں ہے میر بھی یاں
جو ہوگا تو جیسے گنہگار ہوگا

قدر رکھتے نہ تھے متاع دل — سارے عالم میں میں دکھا لایا
سب پہ جس بار نے گرانی کی — اوسکو یہہ ناتوان اوٹھا لایا
دل مجھے اوس گلی میں لیجا کر — اور بھی خاک میں ملا لایا

اب تو جاتے ہین بتکدے سے میر
پہر ملینگے اگر خدا لایا

برقع اٹھے پہ اوسکی ہوگا جہان روشن
خورشید کا نکلنا کیونکر چھپا رہیگا

اک وہم سے رہی ہے اپنی نمود تن مین
آتی ہو اب تو آو پہر ہم مین کیا رہیگا

تفحص فائدہ ناصح تدارک تجھسے کیا ہوگا
وہی پاویگا میرا درد دل جسکا لگا ہوگا

معیشت ہم فقیرون کی سی اخوان زمان سے کر
کوئی گالی بہی دے تو کہہ بھلا بھائی بھلا ہوگا

ہے حال جائے گریہ جان پر آرزو کا
روئے نہ ہم کبھی ٹک دامن پکڑ کسو کا

جاتی نہین اوٹھائی اپنی سی یہہ خشونت
اب رہگیا ہے آنا میرا کبھو کبھو کا

یہہ عیش گہ نہین ہے یان رنگ اور کچھ ہے
ہر گل ہے اس چمن مین ساغر بھرا لہو کا

متروکہ مستعمل
پہلی التفاتین پہلی التفات

وہ پہلی التفاتین ساری فریب نکلین
دینا نہ تھا دل اوسکو مین میر آہ چوکا

کچھ مین نہین اس دل کی پریشانی کا باعث
برہم ہے مرے ہاتھ لگا تھا یہہ رسالا

جس گہر مین ترے جلوے سے ہو چاندنیکا فرش
وان چادر مہتاب ہے مکڑیکا سا جالا

81

دنیا و دین کے جانب میلان ہو تو کہیے
کیا جانیے کہ دس بین دل ہے کدہر ہمارا

یون دور سے کہڑی ہو کیا معتبر ہے رونا
دامن سے باندہ دامن ابر تر ہمارا

جون صبح اب کہان ہے طول سخن کی فرصت
قصہ ہے کوئی دم کو ہے مختصر ہمارا

اس کارواں سرا میں کیا بار میر کھولیں
یاں کوچ لگ رہا ہے شام و سحر ہمارا

غم رہا جب تک کہ دم میں دم رہا
دل کے جانے کا نہایت غم رہا

حسن تھا تیرا بہت عالم فریب
خط کے آنے پر بھی اک عالم رہا

اوسکی لب سے تلخ ہم سنتے رہے
اپنے حق میں آب حیوان سم رہا

میرے رونے کی حقیقت جس میں تھی
ایک مدت تک وہ کاغذ نم رہا

صبح پیری شام ہونے آئی میر
تو نہ چیتا یاں بہت دن کم رہا

چور میں دل کے وہ ہنر کر گیا
دیکھتے ہی آنکھوں میں گھر کر گیا

کسکو مرے حال سے تھی آگہی
نالہ شب سبکو خبر کر گیا

گو نہ چلا تا اثر تیر نگاہ
اپنے جگر سے تو گزر کر گیا

دامان کوہ میں جو میں ڈاڑھ مار رویا
ایک ابر واں سے اوٹھ کر بے اختیار رویا

پڑتا تھا بھروسا عہد و وفائے گل پر
مرغ چمن نہ سمجھا میں نوبہار رویا

ہر گلشن میں یہاں کی رونی ہی کی جگہ تھی
مانند ابر ہر جا میں زار زار رویا

تھیں مصلحت کہ رک کر ہجران میں جان دیجے
دل کھول کر نہ غم میں میں ایکبار رویا

سرسری تم جہان سے گزرے
ورنہ ہر جا جہان دیگر تھا

دل کی کچھ قدر کرتی رہو تم
یہ ہمارا بھی ناز پرور تھا

بعد اک عمر جو ہوا معلوم
دل اوس آئینہ رو کا گھر تھا

آنکھون مین جی مرا ہے ادہر یار دیکھنا
عاشق کا اپنے آخری دیدار دیکھنا

کیسا چمن کہ ہمسے اسیرون کو منع ہی
چاک قفس سے باغ کی دیوار دیکھنا

آنکھین چرائیو نہ ٹک ابر بہار سے
میری طرف بہی دیدۂ خونبار دیکھنا

اوس خوش نگہہ کے عشق سے پرہیز کیجو میر
جاتا ہے لیکے جی ہی یہہ آزار دیکھنا

جہان جلوی سے اوس محبوب کی لبریز ہے اب
نظر پیدا کر اول پہر تماشا دیکھہ قدرت کا

نگاہ یاس بہی اوس صید افگن پر غنیمت ہے
نہایت تنگ ہے اے صید بسمل وقت فرصت کا

دل عشق کا ہمیشہ حریف نبرد تھا
اب جسجگہہ کہ داغ ہے یان آگے درد تھا

عاشق ہین ہم تو میر کے بہی ضبط عشق کے
دل جل گیا تھا اور نفس لب پہ سرد تھا

عطر آگین ہے باد صبح مگر
کہل گیا پیچ زلف خوشبو کا

ایک دو ہون تو سحر چشم کہون
کارخانہ ہے وان تو جادو کا

ولہ

سمند ناز نی اوسکو جہان کیا پامال
وہی ہے اب بہی اوسی شوق ترکتازیکا

خدا کو کام تو سونپی ہین مینے سب لیکن
رہے ہے خوف مجہے وانکی بے نیازیکا

یار عجب طرح نگہہ کر گیا
دیکھنا وہ دل مین جگر کر گیا

تنگ قبائے کا سمان پاس کے
پیرہن غنچہ کوتہ کر گیا

وصف خط و خال مین خوبانکی میر
نامۂ اعمال سیہ کر گیا

ولہ

آوارگان عشق کا پوچھا جو مین نشان
مشتِ غبار لے کی صبا نے اوڑا دیا

گویا محاسبہ مجھے دینا تھا عشق کا
اس طور دل سے چیز کو مینے لگا دیا

بوے کباب سوختہ آئے دماغ مین
شاید جگر بہی آتش غم نے جلا دیا

ردیف تای فوقانی

سب ہوئے نادم پئے تدبیر ہو جانان سمیت
تیر تو نکلا مرے سینے سے لیکن جان سمیت

تنگ ہو جاویگا عرصہ خفتگان خاک پر
گر ہمین زیر زمین سونپا دل نالان سمیت

باغ کر دکھلاینگے دامان دشت حشر کو
ہم بہی وہان آئے اگر مژگان خونافشان سمیت

قیس و فرہاد و روامق عاقبت جی سے گئے
سبکو مارا عشق نے مجھ خانمان ویران سمیت

جی مین ہے یاد رخ و زلف سیہ فام بہت
رونا آتا ہے مجھے ہر سحر و شام بہت

دل خراشی و جگر چاکی و خون افشانی
ہون تو ناکام پہ رہتی ہین مجھے کام بہت

پھر نہ آئے جو ہوئے خاک مین جا آسودہ
غالباً زیر زمین میر ہے آرام بہت

اب تو چپ لگ گئی ہے حیرت سے
پھر کھلیگے زبان جب کی بات

کسکا روئے سخن نہین اودہر
ہے نظر مین ہماری سب کی بات

ظلم ہے قہر ہے قیامت ہے
غصے مین اوسکے زیر لب کی بات

کہتے ہین آگے تہا بتون مین رحم
پر خدا جانے ہے یہ کب کی بات

ردیف جیم عربی

آئے ہین میر منہ کو بنائے خفا سے آج
شاید بگڑ گئی ہے کچھہ اوس بیوفا سے آج

تہا جمین اوس سے ملے تو کیا کیا نہ کہیو میر
پر کچھہ کہا گیا نہ غم دل حیا سے آج

ردیف جیم فارسی

کاش اوٹھین ہم بھی گنہگاروں کے بیچ
ہوں جو رحمت کے سزاواروں کے بیچ

چشم ہو تو آئنہ خانہ ہی دہر
منہ نظر آتا ہے دیواروں کے بیچ

بیٹھنا غیروں مین کب ہے ننگ یار
پھول گل ہوتی ہی ہین خاروں کے بیچ

ردیف حاء مہملہ

فتنہ اوٹھیگا ورنہ نکل گھر سے تو شتاب
بیٹھے ہین آکے طالب دیدار سیطرح

لوہو مین شور بور ہے دامان و جیب میر
بپھرا ہے آج دیدۂ خونبار سیطرح

ردیف الدال المہملہ

نہ پڑھا خط کو یا پڑھا قاصد
آخر کار کیا کہا قاصد

گر پڑھا خط تو تجھہ پہ حرف نہین
یہہ بہی میرا ہی تہا لکھا قاصد

ردیف راء مہملہ

غیروں سے وہ اشارے ہین جیسے چھپا چھپا کر
پھر دیکھنا اودہر کو آنکھین ملا ملا کر

ہر گام سد رہ تہی تنہائی کی محبت
کعبے تلک تو پہنچے لیکن خدا خدا کر

نخچیر گہ مین تجھسے جو نیم کشتہ چھوٹا
حسرت سے نے اوسکو آخر مار الٹاکر

سفر ہستی کا مت کر سرسری جون باد ای ہمدم
یہہ سب خاک آدمی تھی ہر قدم پر ٹک تامل کر

نہ وعدہ تیرے آنیکا نہ کچھ امید طالع سے
دل بیتاب کو کس منہ سے کہیے ٹک تحمل کر

سن اے بیدرد گلچین غارت گلشن مبارک ہے
پہ ٹک گوش مروت جانب فریاد بلبل کر

قیامت تھا سماں اوس خشمگین پر
کہ تلوارین چلین ابروکے چین پر

قدم دشت محبت مین نہ رکھ میر
کہ سر جاتا ہے گام اولین پر

جاتا ہے آسمان لیے کوچے سے یار کے
آتا ہے جی بھرا در و دیوار دیکھ کر

چھپتا تھا اوس سے ملتے تو کیا کیا نہ کہتے میر
پر جب ملے تو رہ گئے ناچار دیکھ کر

وعدے پرسون کی کن نے دیکھے ہین
دم مین عاشق کا حال ہے کچھ اور

سہل مت بوجھ یہہ طلسم جہان
ہر جگہہ یہان خیال ہے کچھ اور

مرگ اک ماندگی کا وقفہ ہے
یعنے آگے چلینگے دم لیکر

ضعف یانتک کھنچا کہ صورتگر
رہگئے ہاتھ مین قلم لیکر

شوق اگر ہے یہی تو اے قاصد
ہم بھی آتے ہین اب رقم لیکر

میر صاحب ہی چوکے اے بدعہد
ورنہ دینا تھا دل قسم لیکر

ردیف زای معجمہ

ہوتا نہین باب اجابت کا وا ہنوز
بسمل پڑے ہے سینے چرخ پہ تیر دعا ہنوز

احوال نامہ بر سے مرا سن کے کہہ اوٹھا
جیتا ہے وہ ستم زدہ مہجور کیا ہنوز

ردیف لام

اللہ رے عندلیب کی آواز دل خراش
جی ہی نکل گیا جو کہا اون نے ہائے گل

بلبل ہزار جی سے خریدار اوسکی ہے
ای گل فروش کیجو سمجھ کر بہائے گل

ردیف میم

نہ پہر رکہین گے تیری رہ مین پا ہم
گئی گزری ہین آخر ایسی کیا ہم

کب آگے کوئی مرتا تہا کسی پر
جہان مین رسم کو ہم ہین بنا ہم

تعارف کیا رہا اہل چمن سے
ہوئے اک عمر کے پیچھے رہا ہم

موا جسکے لیے اوسکو نہ دیکہا
نہ سمجھے میر کا کچھ مدعا ہم

ردیف نون

عشق مین جی کو صبر و تاب کہان
اس سے آنکھین لگین تو خواب کہان

خط کے آئے پہ کچھ کہی تو کہی
ابہی مکتوب کا جواب کہان

ہستی اپنی ہے بیچ مین پردہ
ہم نہ ہووین تو پہر حجاب کہان

عشق کا گہر ہے میر سے آباد
ایسے پہر خانمان خراب کہان

کہیو قاصد جو وہ پوچھے ہمین کیا کرتے ہین
جان و ایمان محبت کو دعا کرتے ہین

اوسکے کوچے مین نکر شور قیامت کا ذکر
شیخ یہان ایسے تو ہنگامے ہوا کرتے ہین

جنس گران کو تجھسے جو لوگ چاہتے ہین
وہ روگ اپنے جی کو ناحق بساہتے ہین
ناموس دوستی سے گردن بندھی ہی اپنی
جیتے ہین جبتلک ہم تبتک نباہتے ہین
سہل اسقدر نہین ہی مشکل پسندی میری
جو تجھکو دیکھتے ہین مجھکو سراہتے ہین

وہ دن گئے کہ راتین نالون سے کاٹتے تھے
بیڈول میر صاحب اب کچھہ کراہتے ہین

تربت سے عاشقونکی نہ اوٹھا کبھو غبار
جیسے گئے ولے نگئین رازداریان
اب کس کسو اپنی خواہش مردہ کو کہیے
نہین ہمکو اوس سے سیکڑون امیدواریان

پڑھتے پھرینگے گلیون مین اون ریختون کو لوگ
مدت رہینگی یاد یہہ باتین ہماریان

زبان رکھہ غنچہ سان اپنے دہن مین
بندھی مٹھی چلا جا اس چمن مین
نہ کھول اے یار میرا گور مین منہہ
کہ حسرت ہی مری جاگہ کفن مین

نہ تجھہ بن ہوش مین ہم آئے ساقی
مسافر ہی رہے اکثر وطن مین

نہ تنگ کر اسے اے فکر روزگار کہ مین
دل اس ستم کے لئے مستعار لایا ہون

چلا نہ اوٹھکے وہین چپکے چپکے پھر تو میر
ابہی تو اوسکی گلی سے پکار لایا ہون

جفائین دیکھہ لیان بیوفائیان دیکھین
بھلا ہوا کہ تری سب برائیان دیکھین

بنی نہ اپنی لڑا اس جنگ جو سے ہرگز میر
لڑائین جب سے ہم آنکھین لڑائیان دیکھین

بار ہا عدون کی راتین آئیان | طالعون نے صبح کرد کھلائیان
اس مشوره ہم زده نے بار ہا | عاشقون مین برچھیان چلوائیان
ایک بہی چشمک نہ اوس مہ کی سے کی | آنکھین تارون نے بہت چمکائیان
ایک سے صورت نہ بگڑی پیش یار | دلمین شکلین سیکڑون ٹھہرائیان
رو کشی کر اوسکی منہہ بہی چاہیے | ماہ کی چہرہ پہ ہین سب چہائیان
شوق قامت مین ترے ای نونہال | گل کی شاخین لیتے ہین انگڑائیان

پاس مجھکو بہی نہین ہے میر اب
دور پونہچے ہین مری رسوائیان

اب آنکھون مین خون دمبدم دیکھتے ہین | نہ پوچھو جو کچھ رنگ ہم دیکھتے ہین

جو بی اختیاری یہی ہے تو قاصد
ہمین آگے اوسکے قدم دیکھتے ہین

آتا ہے دل مین حال بد اپنا بہلا کہون | پہر آپہی آپ سوچ کے کہتا ہون کیا کہون

آوے سموم جائے صبا باغ سے سدا
گر شمہ اپنی سوز جگر کا مین جا کہون

مزاج اپنا غیور از بس پڑا ہے | ترے غم مین کسی خاطر مین لائین

نظر اسے ابر اب مت آ سبا دا
کہین بہری بہی آنکھین ڈبڈبائین

کہو وے ہین نیند میری مصیبت بیانیان | تم بہی تو ایک رات سنو یہ کہانیان

تلوار کے تلے ہی گیا عہد انبساط / مر مر کے ہمنے کاٹی ہین اپنی جوانیان

ولہ

خوبان کو اوسکے ساعد سیمین کے دیکھکر / صورت گرون نے کھینچ رکھا ہات آستین
سید ہو یا چمار رہو اسکا وفا ہی شرط / کب عاشقی مین پوچھتے ہین ذات کے تئین

آخر گئے ہیہ سلوک ہم اب تیرے دیکھکر
کرتے ہین یاد پہلی ملاقات کے تئین

کہون کب تلک ہو دم آنکھون مین ہیکے / نظر آ وہی ہی گا اب کوئی دم مین

دیا عاشق نے جی تو عیب کیا ہی
یہی بس ایک ہنر ہوتا ہے ہم مین

جب درد دل کا کہنا مین لیپٹاتا ہون / کہتا ہے بس سنی ہی مین خوب جانتا ہون

شاید نکل ہی آوے دل گم جو ہو گیا ہے
اوسکی گلیمین بیٹھا مین خاک چھانتا ہون

ملنی لگی ہو دیر دیر دیکھیے کیا ہی کیا نہین / تم تو کرو ہو صاحبی بندی مین کچھ رہا نہین
بوی گل اور رنگ گل دونو ہین دلکش اے نسیم / لیک بقدر یک نگاہ دیکھیے تو وفا نہین
شکوہ کرون ہون بخت کا اتنے غضب نہو بتو / مجھکو خدا نخواستہ تمسی تو کچھ گلا نہین
نالہ کیا نکر سنا نوحہ پہ میری عندلیب / بات مین بات عیب ہے مین نے تجھکو کہا نہین
ایک فقط ہی سادگی تسپہ بلائے جان ہی تو / عشوہ کرشمہ کچھ نہین آن نہین ادا نہین

سچہ عشق مین مرنیکو تو تیار بہت ہین
یہہ جرم ہے تو ایسی گنہگار بہت ہین

بٹھا اُسکے خاطر مین نقش وفا / نہین تو اوٹھا لے خدا یا ہمین

نہ سمجھی گئی دشمنی عشق کے
بہت دوستون نے جتایا ہمین

کوئی دم کل آ لے گئے مجلس مین میر
بہت اس غزل پر رُلایا ہمین

جنون میر کی باتین دشت اور گلشن مین جب چلیان
نہ چوب گل سے دم مارا نہ چھڑیان بید کی ہلیان

تفاوت کچھ نہین شیرین و شکر اور یوسف مین
سبھی معشوق گر پوچھے کوئی مصری کی ہین ڈلیان

دوانہ ہو گیا تو میر آخر ریختہ کہکر
نہ کہتا تہا مین اے ظالم کہ یہہ باتین نہین بھلیان

بزم مین جو ترا ظہور نہین
شمع روشن کے منہہ پہ نور نہین

کتنے باتین بنا کر لاؤن ایک
یاد رہتی تری حضور نہین

فکر مت کر ہمارے جینے کا
تیرے نزدیک کچھہ یہہ دور نہین

تجھی بہی یار اپنا یون تو ہم ہر بار کہتے ہین
و لیکے کم ہین بہت وہ لوگ جنکو یار کہتے ہین

جس سے احسن خار کی اب ٹہیر گئی ہین
یان جنھے انہین آنکھون سے دیکھو ہین بہار ہین

ناچار ہو رخصت جو منگا بھیجی تو بولا
مین کیا کرون جو میر جی خالی ہین سدھارین

یون ہی حیران و خفا جون غنچہ تصویر ہون
عمر گذری پر نہ جانا مین کہ کیون دلگیر ہون

اتنی باتین مت بنا مجھہ شیفتہ سے ناصحا
پند کے لائق نہین مین قابل زنجیر ہون

سرخ رہتی ہین مری آنکھین لہو روتے شیخ
مے اگر ثابت ہو مجھہ پر واجب التعزیر ہون

لکھے ہے کوہ کن کر فکر میری خستہ حالی مین
ولہ
الٰہی شکر کرتا ہون تری درگاہ عالی مین

نگاہ چشم پر خشم بتان پر مست نظر رکھنا
ملا ہے زہر اسکو اس شراب پرتگالی مین

خوش نہ آئی تمہاری چال ہمین
یون نہ کرنا تھا پائمال ہمین

حال کیا پوچھ پوچھ جاتے ہو
چاہتے ہی ہو تم بحال ہمین

اوس مہ چاردہ کی دوری سے
دس ہی دن مین کیا ہلال ہمین

موئے سہتے سہتے جفاکاریان
کوئی ہمسے سیکھے وفاداریان

فرشتہ جہان کام کرتا نہ تھا
مری آہ نے برچھیان ماریان

نہ بہائی ہماری تو قدرت نہین
کہنچین میر تجھسی ہی یہ خواریان

دن نہین رات نہین صبح نہین شام نہین
وقت ملنے کا مگر داخل ایام نہین

بیقراری جو کوئی دیکھے ہے سو کہتا ہے
کچھ تو ہے میر کہ اک دم تجھے آرام نہین

آرزوئین ہزار رکھتے ہین
تو بھی ہم دل کو مار رکھتے ہین

نہ نگہ نے پیام نے وعدہ
نام کو ہم بھی یار رکھتے ہین

پھر بھی کرتے ہین میر صاحب عشق
ہین جوان اختیار رکھتے ہین

سو جگہہ اوسکی آنکھین پڑتی ہین
جیسے مست شراب ہین دونون

ایک سب آگ ایک سب پانی
دیدہ و دل عذاب ہین دونون

ردیف واو

کہتے ہو اتحاد ہے ہمکو
ہان کہو اعتماد ہے ہمکو

شوق ہی شوق ہی نہین معلوم — اوس سے کیا دل لگا دہی ہمکو
آہ کس ڈہب سے روئیے کم کم — شوق حد سے زیادہ ہے ہمکو
دوستی ایک سے بہی یچ کو نہین — اور سب سے عناد ہے ہمکو

نامرادانہ زیست کرتا تہا
میر کی وضع یاد ہے ہمکو

مبادا آئینہ پر اوس بت کی طبع آئی ہو — پہر ایک بس ہے وہی گو ادہر خدائی ہو
اس آفتاب سے توفیض سبکو پہونچی ہے — یقین ہے کہ کچہہ اپنی ہی نارسائی ہو

کہین تو ہین کہ حبث میر نے دیا جی کو
خدا ہی جانے کہ کیا جی مین اوسکی آئی ہو

گرچہ کب دیکہتے ہو پر دیکہو — آرزو ہے کہ تم ادہر دیکہو
عشق کیا کیا ہمین دکہاتا ہے — آہ تم بہی تو اک نظر دیکہو

لطف مجہہ مین بہی ہین ہزارون میر
دیدنی ہون جو سوچ کر دیکہو

آرام ہو چکا مرے جسم نزار کو — رکہے خدا جہان مین دل بیقرار کو

کس کس کی خاک ابکی ملاتی ہے خاک مین
جاتی ہے پہر نسیم اُسے رہگزار کو

ایسا کہان ہے ہمسے جیسا کہ آگے تہا تو — اوروں سے مل کے پیارے کچہہ اور ہو گیا تو
چالین تمام بدہب باتین فریب کی سب — حاصل کہ اے شکر لب اب وہ نہین رہا تو
جاتے نہین اوٹہاڈ یہہ شور ہر سحر کے — یا اب چمن مین بلبل ہم ہی رہینگے یا تو
تقریب پر بہی تو تو پہلو تہی کرے ہے — اوس بار عید آئی کب کب گلے ملا تو

کب سانجھ کی سوائی گواہی میر رو بین کب تک
جیسے چراغ مفلس اک دم مین جل بجھا تو

ردیف الہاء

ہم ہین مجروح ماجرا ہے یہہ
وہ نمک چھڑکے ہے مزا ہے یہہ

آگ تھے ابتداے عشق مین ہم
اب ہوے خاک انتہا ہے یہہ

بود آدم نمود شبنم ہے
ایک دو دم مین پھر ہوا ہے یہہ

دیکھہ بیدم مجھے لگا کہنے
ہے تو مردہ سا پر بلا ہے یہہ

میر کو کیون نہ مغتنم جانین
اگلے لوگون مین اک رہا ہے یہہ

رات مجلس مین ترے ہم بھی کھڑے تھے چپکے
جیسے تصویر لگا دے کوئی دیوار کے ساتھہ

کسکو ہر دم ہے لہو رونیکا ہجران مین دماغ
دل کو اک ربط سا ہے دیدۂ خونبار کے ساتھہ

دیکھیے کسکو شہادت سے سرافراز کرے
لاگ تو سبکو ہے اوس شوخ کی تلوار کے ساتھہ

ردیف یای تحتانی

خانۂ دل سے زینہار نہ جا
کوئی ایسے مکان سے اوٹھتا ہے

یون اوٹھے آہ اوس گلی سے ہم
جیسے کوئی جہان سے اوٹھتا ہے

تاب دل صرف جدائی ہو چکی
یعنی طاقت آزمائی ہو چکی

آج پھر تھا بے حمیت میر وان
کل لڑائی سے لڑائی ہو چکی

رخصت مین کیفیت کیے کیا درد دل ہوگی
آئے تو تم ولیکن وقت اخیر آئے

دلی مین اب کی آ کر اون یارون کو نہ دیکھا
کچھ وہ گئے شتابی کچھ ہم ہی دیر آئے

گئے جی سے چھوٹے بتون کی جفا سے
یہی بات ہم چاہتے تھے خدا سے

وہ اپنی ہی خوبی پہ رہتا ہے نازان
مرو یا جیو کوئی اوسکی بلا سے

کوئی ہیسے کھلتے ہین بند اوس قبا کے
یہ عقدے کھلینگے کسو کی دعا سے

نہ شکوہ شکایت نہ حرف و حکایت
کہو میر جی آج کیون ہو خفا سے

کبکون نے تری چال جو دیکھی ٹھٹک گئی
دل ساکنان باغ کے تجھ سی اٹک گئی

اندوہ وصل و ہجر نے عالم کھپا دیا
ان دو ہی منزلون مین بہت یار تھک گئی

وہ میگسار ظرف جنہین خم کشی کے تھے
بھر کر نگاہ تو نے جو کی وہین جھپک گئی

پھر چشم آشنا دار رو تھی کسو کی
نظر اسطرف بھی کبھو تھی کسو کی

سحر پاسے گل بیخود سے ہمکو آئے
کہ اوس مست پیمان مین بو تھی کسو کی

دم مرگ دشوار دی جان اُن نے
مگر میر کو آرزو تھی کسو کی

کسطور ہمین کوئی فریبندہ لبھائے
آخر ہین تیری آنکھون کی ہم دیکھنے والے

وہ دن گئے جو ضبط کی طاقت تھی ہمین بھی
اب دیدۂ خونبار نہین جاتے سنبھالے

احوال بہت تنگ ہے ای کاش محبت
اب دست تلطف کو مرے سر سے اوٹھالے

عشق میں بے خوف و خطر چاہیے — جان کے دینے کو جگر چاہیے

شرط سلیقہ ہے ہر اک امر میں
عیب بھی کرنے کو ہنر چاہیے

ہستی اپنی حباب کی سی ہے — یہہ نمایش سراب کی سی ہے
بار بار اوسکے در پہ جاتا ہوں — حالت اب اضطراب کی سی ہے
میں جو بولا کہا کہ یہہ آواز — اوسی خانہ خراب کی سی ہے
آتش غم میں دل بھنا شاید — دیر سے بو کباب کی سی ہے

میر اون نیم باز آنکھوں میں
ساری مستی شراب کی سی ہے

اوسکی ایفاے وعدہ تک نہ جیے — عمر نے ہم سے بیوفائی کی
وصل کے دن کی آرزو ہی رہی — شب نہ آخر ہوئی جدائی کی
اسی تقریب اس گلی میں رہے — منتیں ہیں شکستہ پائی کی

زور و زر کچھہ نہ تھا تو بارے میر
کس بھروسے پہ آشنائی کی

رنج کھینچی تھے داغ کھائے تھے — دل نے صدمے بڑے اوٹھائے تھے
پاس ناموس عشق تھا ورنہ — کتنے آنسو پلک تک آئے تھے

میر صاحب رولا گئے سبکو
کل وہ تشریف یاں بھی لائے تھے

کہتا شمع ساں کیوں نجاؤں جلا — تب غم جگر کو مرے کہا گئے
کوئی رہنے والے ہے جان عزیز — گئے گر نہ امروز فردا گئے

کیا پاس بلبل خزان سے نہ کچھہ | گل و برگ بیدرد و پہیلا گئی

ہوے سامنے یون تو اک ایک کے
ہمین سے وہ کچھہ آنکھہ شرما گئی

سینے سے تیر اوسکا جی کو تو لیتا نکلا | پر ساتھ ساتھ اسکے نکلے اک آفرین بہی

کس کس کا داغ دیکہین یا رب غم بتان مین
رخصت طلب ہے جان بہی ایمان اور دین بہی

بینے جو بیکسانہ مجلس مین جان کہوئی | سر پر مرے کہڑے ہو شب شمع خوب روئی
بلبل کی بیکلی نے شب بیدماغ رکہا | سونے دیا نہ ہمکو ظالم نہ آپ سوئے

اس ظلم پیشہ کی یہہ رسم قدیم ہے گی
غیرون پہ مہربانی یارون سے کینہ جوئی

دو دن سے کچھہ بنی تہی سو پہر شب بگڑ گئی | صحبت ہماری یار سے بیڈہب بگڑ گئی

باہم سلوک تہا تو اوٹہاتے تہے نرم گرم
کاہے کو میر کوئی دبے جب بگڑ گئی

اے حب جاہ والو جو آج تاجور ہی | کل اوسکو دیکہیو تم نے تاج ہی نہ سر ہے
اے ہمصفیر بے گل کسکو دماغ نالہ | مدت ہوئی ہماری منقار زیر پر ہے
شمع اخیر شب ہون سن سرگذشت میری | پہر صبح ہوتے تک تو قصہ ہی مختصر ہے
اب رحم پر اسی کے موقوف ہی کہ یان تو | نے اشک مین سرایت نے آہ مین اثر ہے

آفت رسیدہ ہم کیا سر کہینچین اس چمن مین
جون نخل خشک ہمکو نے سایہ نے ثمر ہے

کچھہ موج ہوا پیچان اے میر نظر آئے | شاید کہ بہار آئے زنجیر نظر آئے

دل کے نہ تھے گوشے اوراق مصور تھے | جو شکل نظر آئے تصویر نظر آئے

گل بار کرے ہے گا اسباب سفر شاید
غنچے کی طرح بلبل دلگیر نظر آئے

پیری مین کیا جوانی کے موسم کو روئیے | اب صبح ہونے آئی ہے اکدم تو سوئیے
رخسار اوسکی یاد ہو جب دیکھتے ہین ہم | آتا ہی جی مین آنکھون کو انین گڑوئیے
اخلاص دل سے چاہیے سجدہ نماز مین | بیفائدہ ہے ورنہ جو یون وقت کھوئیے
اب جان جسم خاک سے تنگ آگئی بہت | کب تک اس ایک ٹوکری مٹی کو ڈھوئیے

آلودہ اوس گلی کی جو ہون خاک سے تو میر
آب حیات سے بھی نہ وہ پانو دھوئیے

شب گئی تھی باغ مین ہم ظلم کو یار سے ہو | جان کو اپنی گل مہتاب انگاری ہوئے
گو رہے میرے لبون زندہ نت قدم رنجہ کیا | خاک مین مجھکو ملا کر مہربان بارے ہوئے

آج میری خون پر اصرار ہر دم ہے تمہین
آ سکے ہو کیا چاہنے تم کسکی سنگساری ہوئی

کرے کیا کہ دل بھی تو مجبور ہے | زمین سخت ہے آسمان دور ہے
جرس راہ مین جابجا شور ہے | مگر قافلے سے کوئی دور ہے
تماشا ہے دل کے لئے جان دے | سلیقہ ہمارا تو مشہور ہے
نہ کس طرح فکر انجام کار | بھروسا ہے جس پر وہ مغرور ہے
دل اپنا نہایت ہے نازک مزاج | گرا گر یہہ شیشہ تو پھر چور ہے

کہین جو تسلی ہوا ہو یہ دل
وہی بیقراری بدستور ہے

کل وعدہ گاہ میں سے جوں توں کر ہم کو لائے
ہونٹوں پہ جان آ گئے پر آہ وہ نہ آئے

زخموں پہ زخم جھیلے داغوں پہ داغ کھائے
اک قطرہ خون دل نے کیا کیا ستم اوٹھائے

بڑھتیں نہیں پلک سے تا ہم تلک بھی پہنچیں
پھرتی ہیں وہ نگاہیں پلکوں کے سائے سائے

پر کی بہار میں جو محبوب جلوہ گر تھے
سو گردش فلک نے سب خاک میں ملائے

ہر قطعۂ چمن پر ٹک گاڑ کر نظر کر
بگڑیں ہزار شکلیں تب پھول کی بنائے

اک حرف کی بھی مہلت ہم کو نہ دی اجل نے
تھا جی میں آہ کیا کیا پر کچھ نہ کہنے پائے

آگے بھی تجھ سے تھا یاں تصویر کا سا عالم
بیدردے فلک نے وہ نقش سب مٹائے

غالب کہ دل خستہ شب ہجر میں مر جائے
یہ رات نہیں وہ جو کہانی میں گزر جائے

نے بتکدہ ہے منزل مقصود نہ کعبہ
جو کوئی تلاشی ہو ترا آہ کدھر جائے

ہر صبح تو خورشید ترے منہ پہ چڑھے ہے
ایسا نہ ہو یہ سادہ کہیں جی سے اتر جائے

یاقوت کوئی انکو کہے ہے کوئی گلبرگ
ٹک ہونٹھ ہلا تو بھی کہ اک بات ٹھہر جائے

ہم تازہ شہیدوں کو نہ آ دیکھنے نازاں
دامن کے ترے زہ کہیں لوہو میں بھر جائے

اس ورطے سے تختہ جو کوئی پہنچے کنارے
تو میر وطن میرے سے شاید یہ خبر جائے

طاقت نہیں ہے دل میں نے جی بجا رہا ہے
کیا ناز کر رہے ہو اب ہم میں کیا رہا ہے

جیب اور آستیں سے رونے کا کام گزرا
سارا نچوڑا اتنو دامن پہ آ رہا ہے

کاہے کا پاس اب تو رسوائی دور پہنچی
راز محبت اپنا کس سے چھپا رہا ہے

گرد رہ اوسکی یارب کس اور سے اوٹھے گی
سو سو غزال ہر سو آنکھیں لگا رہا ہے

تڑپنا بھی دیکھا نہ بسمل کا اپنے
مین کشتہ ہون انداز قاتل کا اپنے

پنہا مین رکھین مینے عالم مین کیا کیا
ہون بندہ خیالات باطل کا اپنے

جن جن کو تھا یہہ عشق کا آزار مر گئے
اکثر ہمارے ساتھہ کے بیمار مر گئے

یون کانون کان گل نے نہ جانا چمن مین آہ
سر کو پٹک کے ہم پس دیوار مر گئے

صد کاروان وفا ہے کوئی پوچھتا نہین
گویا متاع دل کے خریدار مر گئے

گھبرا نہ میر عشق مین اس سہل زیست پر
جب بس چلا نہ کچھہ تو مرے یار مر گئے

نہین کہلتی آنکہین تمہاری ٹک کہ مآل پر بہی نظر کرو
یہہ جو وہم کی سی نمود ہے اوسے خوب دیکہو تو خواب ہے

تو جہان کی بحر عمیق مین سر پر ہوا نہ بلند کر
کہ یہہ پنجروزہ جو بود ہے کسو موج پر کا حباب ہے

رکھو آرزو مے خام کے کرو گفتگو خط جام کے
کہ سیاہ کارو لئے حشر مین نہ حساب ہے نہ کتاب ہے

گر اس چمن مین وہ بہی اک ہی لب پہ ہان ہو
لیکن سخن کا تجھہ سے غنچے کو منہ کہان ہے

ہر چند ضبط کریے چھپتا ہے عشق کوئی
گزری ہے دل پہ جو کچھہ چہرے ہی سے عیان ہے

از خویش رفتہ اوس بن رہتا ہے میر اکثر
کرتے ہو بات کس سے وہ آپ مین کہان ہے

کیا کرون شرح خستہ جانی کی
مینے مر مر کے زندگانی کی

حال بد گفتنی نہین میرا
تمنے پوچھا تو مہربانی کی

سب کا جانا ہوا یوں تو پر اے میر
آتی ہے اک تری جوانی کی

جس سے کھوئے تھے نیند میر نے کل
ابتدا پھر وہی کہانی کی

خانقہ کا تو نہ کر قصد تو اے خانہ خراب
یہی اک رہ گئی ہے بستی مسلمانون کی

دل و دین کیسے کہ اوس ہنری لیا سو اب
یہہ پڑی ہے کہ خدا خیر کرے جانون کی

سرگذشتین نہ مری سن کہ اُچٹتی ہے نیند
خاصیت یہہ ہے مری جان ان فسانون کی

نہین وسواس جی گنوانے کے
ہائے رے ذوق دل لگانے کے

میرے تغییر حال پر مت جا
اتفاقات ہین زمانے کے

دمِ آخر ہی کیا نہ آنا تھا
اور بھی وقت تھے بہانے کے

اس کدورت کو ہم سمجھتے ہین
ڈھب ہین یہہ خاک مین ملانے کے

دل و دین ہوش و صبر سب ہی گئے
آگے آگے تمہارے آنے کے

رہے نگفتہ مرے دل مین داستان میری
نہ اس دیار مین سمجھا کوئی زبان میری

برنگِ صوتِ جرس تجھ سے دور ہون تنہا
خبر نہین ہے تجھے آہ کاروان میری

ترے فراق مین جیسے خیال مفلس کا
گئی ہے فکر پریشان کہان کہان میری

آج کل بیقرار ہین ہم بھی
بیٹھ جا چلنے ہار ہین ہم بھی

آن مین کچھ ہین آن مین کچھ ہین
تحفۂ روزگار ہین ہم بھی

منع گریہ نہ کر تو اے ناصح
اسمین بے اختیار ہین ہم بھی

میر نام اک جوان سنا ہوگا
اوسی عاشق کے یار ہین ہم بھی

غفلت مین گئی آہ مری ساری جوانی
ای عمر گذشتہ مین تری قدر نہ جانی
اک شخص تھا مجھسا ہی کہ تھا تجھسے یہ عاشق
وہ اوسکی وفا پیشگی وہ اوسکی جوانی

یہہ کہہ کے جو رویا تو لگا کہنے کہ ای میر
سنتا نہین مین ظلم رسیدون کی کہانی

ہر لحظہ خنجر درمیان ہر دم زبان پر زبان
وہ طور وہ اسلوب ہے یہہ عہد یہہ پیمان ہے
عالم مری تقلید سے خواہش تری کرنے لگا
مین تو پشیمان ہو چکا لوگونکو اب ارمان ہے

بس بیوقاری ہوچکی گلیون مین خواری ہوچکی
اب پاس کر تو میر کا دو چار دن مہمان ہے

کل بارے ہمسے اوس سے ملاقات ہوگئی
دو دو بچن کے ہونے مین اک بات ہوگئی
کن کن مصیبتون سے ہوئی صبح شام ہجر
سو زلفین ہی بناتے اوسے رات ہوگئی
کتنا خلاف وعدہ ہوا ہوگا وہ کہ یان
نومیدی و امید مساوات ہوگئی

اپنے تو ہونٹھ بھی نہ ہلے اوسکے روبرو
رنجش کی وجہہ میر وہ کیا بات ہوگئی

مت تجز سے گذر قبر سے ہمارے ہو خاک پر
ہم بھی اک سرو روان کے ناز بردارون مین تھے
دشمنی جانی ہے اتنی جیسے غیرونکے لیے
اک سما سا ہوگیا وہ بھی کہ ہم یارون مین تھے

مر گئے لیکن نہ دیکھا تو نے اودہر آنکھہ اوٹھا
آہ کیا کیا لوگ ظالم تیرے بیمارون مین تھے

کرو توکل کہ عاشقی مین یون کروگے تو کیا کروگے
الم جو یہہ ہے تو دردمندو کہانتلک تم دوا کروگے
عدم مین ہمکو یہہ غم رہیگا کہ اورون پر اب ستم رہیگا
تمھین تو لت ہے ستانے ہی کی کسی پہ آخر جفا کروگے

ولہ

اودھر سے ابر اوٹھکر جو گیا ہی
ہمارے خاک پر بھی رو گیا ہی

مصائب اور تھے پر دل کا جانا
عجب اک سانحہ سا ہو گیا ہے

کچھہ آو زلف کے کوچہ میں درپیش
مزاج اپنا اودھر کو ہو گیا ہے

سرہانے میر کے آہستہ بولو
ابھی ٹک روتے روتے سو گیا ہی

جی ڈہا جاے ہے سحر سے آہ
رات گزریگی کس خرابی سے

کہلنا کم کم کلی نے سیکھا ہے
اوسکی آنکھون کی نیم خوابی سی

کام تھے عشق مین بہت پر میر
ہم ہی فارغ ہوے شتابی سے

ہو گا ستم و جور سے تیرے ہی کنا یا
وہ شخص جہان شکوۂ ایام کرین گے

آمیزش بیجا ہے تجھے جن سے ہمیشہ
وہ لوگ ہی آخر تجھے بدنام کرینگے

نالو سنے مرے رات کے غافل نہ رہا کر
اک روز یہہ بے دلین ترے کام کرینگے

گر دل ہے یہہ ہے مضطرب الحال تو اے میر
ہم زیر زمین بھی بہت آرام کرین گے

تمہید مثنوی شعلۂ شوق محبت کا بیان

محبت نے ظلمت سے کاڑھا ہی نور
نہوتی محبت نہوتا ظہور

محبت مسبب محبت سبب
محبت سے آتی ہین کار عجب

محبت بن اس جا نہ آیا کوئی
محبت سے خالی نہ پایا کوئی

محبت ہی اس کارخانہ مین ہی / محبت سے سب کچھ زمانہ مین ہی

محبت سی کسکو ہوا ہے فراغ / محبت نے کیا کیا دکھائے ہین داغ

محبت اگر کار پرداز ہو / دلون کے تئین سوز سی ساز ہو

محبت سے ہے آب رخ کار دل / محبت سے ہے گرمی بازار دل

محبت عجب خواب خونریز ہے / محبت بلائے دل آویز ہے

محبت کے آتش سے اخگر ہے دل / محبت نہو وے تو پتھر ہے دل

محبت کو ہے اس گلستان مین راہ / کلی کے دل تنگ مین بہی ہی جا

محبت ہی سے دل کو رو بیٹھیے / محبت مین جی مفت کو دے بیٹھیے

محبت لگاتی ہے پانی مین آگ / محبت سے ہے تیغ و گردن مین لاگ

محبت سے ہے انتظام جہان / محبت سے گردش مین ہے آسمان

محبت سے روتے گئی یار خون / محبت سے ہو ہو گیا ہی جنون

محبت سے آتا ہے جو کچھ کہو / محبت سی ہو جو وہ ہر گز نہو

محبت سے پروانہ آتش بجان / محبت سے بلبل ہے گرم فغان

اسی آگ سے شمع کو ہے گداز / اسیکی لپٹ گل کا ہے سرگرم ناز

محبت ہی ہے تحت سی تا بہ فوق / زمین آسمان سب ہین لبریز شوق

محبت سی یارون کے ہین رنگ زرد / دلون مین محبت سی اٹھتے ہین درد

کیا قیس ناشاد اس عشق مین / کہپے جان فرہاد اس عشق مین

ہوئی اس سی شیرین کی حالت تباہ / کیا اس سے لیلی نے خیمہ سیاہ

سنا ہوگا وامق پہ جو کچھ ہوا / نل اس عشق مین کسطرح سی ہوا

جو عذرا پہ گزرا سو مشہور ہے / دمن کا بہی احوال مذکور ہے

ستم اس بلا کے ہی سہتی گئی / سب اس عشق کو عشق کہتی گئی
اسی آتش سے گرمی ہی خورشید مین / یہی ذرہ کی جان نومید مین
اسی سے دل ماہ ہی داغدار / کتان کا جگر ہے سراسر فگار
نئے اسکے پرچے حکایت سنی / گلے شکر کا ہے شکایت سنے
اسے سے قیامت ہی ہر جا اور / اسی فتنہ گر کا ہے عالم مین شور

زمانے مین ایسا نہین تازہ کار
غرض ہے یہ اعجوبہ روزگار

تمہید قصیدہ بہاریہ

اوٹھ گیا بہمن و دی کا چمنستان سے عمل / تیغ اردی نے کیا ملک خزان مستاصل
سجدہ شکر مین ہی شاخ ثمردار ہر ایک / دیکھکر باغ جہان مین کرم عز و جل
قوت نامیہ لیتی ہے نباتات کا عرض / ڈال سی پات تلک پہول سی لیکر تا پہل
واسطے خلعت نوروز کے ہر باغ کی بیچ / آبجو قطع لگی کرنے روش پر مخمل
بخشتی ہی گل نورستہ کی رنگ آمیزی / پوشش چہیٹ قلم کار سر دشت و جبل
عکس گلبن سے زمین پر کہ جسکے آگے / کار نقاشی مانی ہے دوم وہ اول
تار بارش مین پروتے ہین گہر ہائے تگرگ / ہار پہنانے کو اشجار کے ہر سو بادل
بار سے آب روان عکس ہجوم گل کے / لوٹی ہے سبزے پہ ازبسکہ ہوا ہی بیکل
شاخین گل کی نزاکت سے یہ ہم پہنچی ہے / شمع سان گر مے نظارہ سے جاتی ہی پگہل
جوش روئیدگی خاک سی کچھ دور نہین / شاخین گاو زمین کے بہی جو نکلین کونپل
دم عیسی سے فزون فیض ہوا ہی یا تک / دین مین قسم جمادات سی شاید ہو خلل

فکر رہتی ہے مجھے یہہ کہ زبانسے اپنے
کہین دعوای خدائی نکرین لات و ہبل

سبز ہوتا ہے فصیحی کے سبب سے ہر بار
جو زبانسے سخن اب طوطی کر آتا ہو نکل

دست گل خوردہ و شاخ گل و گلزار بہم
بجہان نشو و نما کرتے ہین ہین خرم و شل

غنچے پر کچہہ نہین موقوف عجب فضل ہے یہہ
گل بہم پہنچی ہے عقدہ ہو کسی طرح کا حل

یان سمن رنگ جو رکہتی ہے خزاسنے مانا
چاہتی ہے بسماجت کرے سبزی ہیسے بدل

مثنوی دنیا کی بی ثباتی کا بیان

سنو اے عزیزان ذی ہوش و عقل
کہ اس کاروان گہ سے کرنا ہے نقل

پیمبر ہے شہ ہے کہ درویش ہے
سبہون کو یہی راہ درپیش ہے

کہو گے کہ آگے بہت تہا کوئی
نہین اس سرا بیچ رہتا کوئی

بجا ہے کیا کوس رحلت مدام
کنہون نے نہ سمجہا سنا یان مقام

یہ بیٹہے جو ہین سامنے ہین کہان
جہان جملہ ہے ایک بزم روان

جسے دیکہو چلنے کا گرم تلاش
یہہ منزل نہین جائی بود و باش

گدا ہو کہ ہو شاہ عالی تبار
یہ خاک سب کا ہے دار القرار

نہ یک بوئے خوش ہی ہوا ہو گئی
وہ رنگینئے باغ کیا ہو گئی

ملے خاک مین جہڑ کے گلہاے تر
پریشان ہوئے مرغ گلشن کے پر

پتنگون نے گر خاک مسکن کیا
چراغون نے بہی خانہ روشن کیا

گئے خاک دامن فشانی کے ساتہ
رہا آب سو بہی روانی کے ساتہ

نہ جدول رہیگی نہ سرو روان
گلستان کو پاوینگے ہو کا مکان

زمین کا رہیگا ہی کیا سبہاؤ / لپٹ جائینگے آسمان جیسے تاؤ
سکون یہان کا دیکہا سراسر شتاب / سپہلے جاتے ہین کوہ جیسے سحاب
جہان ایک ماتم سرا ہے عجب / نہین جائے باش او رجا ہی عجب
بہلا جی کے جانے کا کیا ہے بیان / عیان ہے کہ سکتے ہین جانکو بیان
جوانی گئی موسم شیب ہے / شہود ایک دو روز کو غیب ہے
ہنسون کیونکہ ہستی ہین دندان نما / کہو جلیئے دندان ہے دندان نما
گیا شور سر سے جہکا ہے بہت / سگئے واستہ ابدل رکا ہے بہت
نہ وہ ذائقہ ہے نہ وہ ہی مشام / مزا کچھہ نہین ہو چکے صبح شام
کرین لمس کیا ہر گہڑی ہے صداع / نہین لذت اکل و شرب و وقاع
بلا ارتعاش تن زار ہے / ہر اک عضو چلنے کو طیار ہے
ہوا حافظہ لیک نسیان کا صرف / نہین یاد آتا ہے دوشینہ حرف
ہوے شعر کیا کیا فراموش ہائے / کہون کیا گذرتی ہے خاموش ہائے
نہ پوچھو لب و لہجے بے طور ہے / سخن کرنیکا ڈہنگ ہی اور ہے
نہین گوش کے کام سی کچھہ فراغ / کسے ذوق صحبت کہان ہے دماغ
نہ کچھہ یون ہی عینک نظر چڑہ گئی / بصارت کی بیطاقتی بڑہ گئی
نہ رکھیے جو عینک نہ آوے نظر / سکہے تو کہ اعمی ہین ہم بے بصر
رہین دیکھہ ہو حرف زن ہو حریف / رہا سننے گو کون نہ ہمہ سستہ لیف
صد افسوس لطف سماعت نہین / صدا دور سے جیسے آوے کہین
شتاب آہ داغ جگر دے گیا / قد خم زمین کیطرف لیگیا
نہ کچھہ زور بازو بہت کم ہوا / جگرکا سر زانو کا ہمدم ہوا

جوانی کی شب کیا بسر ہو گئی ۔ سفیدی سے مو کے سحر ہو گئی
کھڑے ہون تو ہے اسے زانو رباق ۔ جبین بیٹھے کیونکر کہ جینا ہے شاق
جو یون پاؤن چلتے بچلتے رہے ۔ تو دیکھوگے ہم پیاسے چلتے رہے
اگر ضعف سے چپ ہی رہتے ہین ہم ۔ یہہ سوچو تو کیا کیا نہ کہتے ہین ہم
سکھے ہین نہین اپنے تک پاؤ دست ۔ کیا خاک مین مجکو پیری نے پست
جو بازو ہین اپنے سو بازو نشین ۔ اگر منہ کو دیکھو تو وہ رو نہین
بدن کی ہوئی سیدھی صورت ہی اور ۔ دسے آنکھین نہین ہی نہ جیتو کے طور
جسد ناتوان جاسے جہان تنگ ۔ سخن منہ پہ آوے سو داعی بے رنگ
لبون پر نہایت ضعیف ایک آہ ۔ در و بام پر حسرت سے نے نگاہ
شکن جلد مین دلکو پژمردگی ۔ غریزی حرارت مین افسردگی
برودت بہت جسم مین آگئی ۔ مزاجی سے گرمی سو ٹھٹھرا گئی
چہرہ کٹا رہون منہ پہ مین آپ کاش ۔ کہ ہوتا رہے روح کا انتعاش
وگرنہ دیا سا بجھا جائے ہے ۔ پہر اوٹھ بیٹھون تو جی چلا جائے ہے
سیہ روے شیب اک ستم کر گیا ۔ لکھون کیا کہ مین جیتے جی مر گیا

قلم رکھ دے کر میر ختم کلام
تمام اپنی صحبت ہوئی والسلام

ختم الطبع ١٦٣١٧

الحمد للہ کہ یہ سحر اعجاز تصویر اور اور افسون جادو تقریر منتخبات جناب میر تقی میر جنکے شاگردیکا ہر ایک کل دم بھرتا ہے اور تمام ہندوستان مین استادیکا سکہ بیٹھا ہے محمد تیغ بہادر کے اہتمام سے مطبع انوار محمدی مین چھپکر تیار ہوا